روزنامہ **الفضل** ربوہ

ایڈیٹر: نسیم سیفی

فون ۴۴۹

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۶/۴۱ | اتوار ۴ ذیقعدہ ۱۴۱۱ھ، ۱۹ ہجرت ۱۳۷۰ہش، ۱۹ مئی ۱۹۹۱ء | نمبر ۱۱۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تمام انبیاء کی دعاؤں کے نمونے

"دنیا کی کوئی کتاب ایسی نہیں۔ اور میں پھر اس بات کا اعادہ کرتا ہوں کہ دنیا کی کوئی کتاب ایسی نہیں جس نے تمام انبیاء کی دعاؤں کا خلاصہ اس شان کے ساتھ اس حفاظت کے ساتھ پیش کیا ہو جس طرح قرآن کریم نے پیش کیا ہے۔ ہر قسم کی ضرورت کی دعا کے بہترین نمونے محفوظ کر دیئے۔"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"تمام اعمال کی طرف حرکت صرف ایمان سے ہوتی ہے۔ مثلاً سمّ الفار کو اگر کوئی شخص طباشیر سمجھ لے تو بلا خوف و خطر کئی ماشوں تک کھا جاوے گا۔ اگر یقین رکھتا ہو کہ یہ زہر قاتل ہے تو ہرگز اس کو منہ کے قریب بھی نہ لائے گا۔ حقیقی نیکی کے واسطے یہ ضروری ہے کہ خدا کے وجود پر ایمان ہو، کیونکہ مجازی حکّام کو یہ معلوم نہیں کہ کوئی گھر کے اندر کیا کرتا ہے اور پسِ پردہ کسی کا کیا فعل ہے۔ اور اگرچہ کوئی زبان سے نیکی کا اقرار کرے، مگر اپنے دل کے اندر وہ جو کچھ رکھتا ہے اس کے لئے اُس کو ہمارے مؤاخذہ کا خوف نہیں اور دنیا کی حکومتوں میں سے کوئی ایسی نہیں جس کا خوف انسان کو رات میں اور دن میں، اندھیرے میں اور اُجالے میں، خلوت میں اور جلوت میں، ویرانے میں اور آبادی میں، گھر میں اور بازار میں ہر حالت میں یکساں ہو۔ پس درستیِ اخلاق کے واسطے ایسی ہستی پر ایمان کا ہونا ضروری ہے جو ہر حال اور ہر وقت میں اس کی نگران اور اس کے اعمال اور افعال اور اس کے سینہ کے بھیدوں کی شاہد ہے۔ کیونکہ دراصل نیک وہی ہے جس کا ظاہر اور باطن ایک ہو اور جس کا دل اور باہر ایک ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۰۸)

انسانی عادات اور رسومات احکامِ الٰہی کی خلاف ورزی کا موجب ہوتی ہیں

احکامِ الٰہی کے انکار کی وجہ بغاوت ہوا کرتی ہے اس سے بچو

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الاوّل) اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو

"انسان میں ایک مرض ہے جس میں یہ ہمیشہ اللہ کا باغی بن جاتا ہے اور اللہ کے رسول اور نبیوں اور اس کے اولوالعزموں اور ولیوں اور صدیقوں کو جھٹلاتا ہے وہ مرض عادت، رسم و رواج اور دم نقد ضرورت یا کوئی خیالی ضرورت ہے یہ چار چیزیں میں نے دیکھا ہے چاہے کتنی نصیحت کرو جب وہ اپنی عادت کے خلاف کوئی بات دیکھے گا یا رسم کے خلاف یا ضرورت کے خلاف، تو اس سے بچنے کے لئے کوئی نہ کوئی عذر تلاش کرے گا۔ میں نے کئی آدمیوں کو دیکھا ہے ان کو کسی برائی یا بدعادت سے منع کیا جائے تو وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم کتنی نیکیاں کرتے رہتے ہیں۔ یہ بدعادت ہوئی تو کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بدی ان کو بدی نہیں معلوم ہوتی۔

انبیاء اور خلفاء اور اولیاء اور ماموروں کی مخالفت کی یہی وجہ ہے۔ یہ قرآن کریم آیا اور اس نے ان کتابوں کی تصدیق کی اور وہی پہلے لوگوں سے بیان کیا کرتے تھے مگر جب قرآن شریف آیا...... انہوں نے اسی کا انکار کر دیا...... تو اللہ سے وہ بعید ہو گئے۔ ایک آدمی جب جھوٹ بولنے لگتا ہے تو پہلے تو مخاطب کو کہتا ہے کہ میری بات کو جھوٹا نہ سمجھنا۔ میں تمہیں سچ سچ بتاتا ہوں، میں تو جھوٹے کو لعنتی سمجھتا ہوں۔ مگر ہوتا دراصل وہ خود ہی جھوٹا ہے...... یہ بہت بڑی بات ہے۔ وہ اللہ کا انکار کرتے ہیں۔ صرف بغاوت کی وجہ سے داؤد و سلیمانؑ کا انکار کیا اور ان کی مخالفت کی۔ اسی وجہ سے ان پر لعنت پڑی۔

باقی صفحہ ۸ پر

ربوہ: ۱۷ مئی۔ آج یہاں بیت الاقصیٰ میں نماز جمعہ محترم مولانا محمد الدین صاحب ناز نے پڑھائی اور خطبہ میں سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ فرمودہ ۲۶ اپریل ۱۹۹۱ء بمقام لندن پڑھ کر سنایا۔ اس خطبہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے انعام پانے والے گروہ کی دعاؤں کا ذکر فرمایا اور اس ضمن میں انبیاء علیہم السلام کی دعاؤں کا ذکر کرتے ہوئے احباب کو یہ دعائیں کرنے کی تلقین فرمائی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قرآنی دعاؤں کے بے انتہا حسین اور دلکش پہلو ہیں اور کئی مواقع پر یہ دعائیں کی جا سکتی ہیں۔

انبیاء علیہم السلام کی دعاؤں پر مبنی نہایت قیمتی خطبات کا یہ سلسلہ ابھی جاری ہے۔ یہ خطبہ بھی برطانیہ کے بعض شہروں کے علاوہ بیرونی ممالک میں بھی براہ راست سنا گیا۔

درخواست دعا

مکرم منیر احمد صاحب صدیقی ابن مکرم ڈاکٹر محمد شفیع صاحب دار النصر غربی۔ ربوہ جرمنی میں سخت بیمار ہیں۔ تمام جسم میں شدید درد ہے۔ احباب کرام سے خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔

یوم قدرتِ ثانیہ کا پروگرام

تمام امراء کرام صدر صاحبان اور مربیان کرام حسب سابق اپنے ہاں ۲۷ مئی ۱۹۹۱ء کو (یا جب مناسب سمجھیں) "یوم قدرت ثانیہ" کے پروگرام کو کامیاب بنائیں۔ "قدرت ثانیہ" کی برکات و فوائد سے تمام احبابِ جماعت کو آگاہ فرما دیں۔ اور پھر اس کارروائی کی رپورٹ ارسال مرکز کریں۔

(نائب ناظر اصلاح و ارشاد)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی ۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۹ ہجرت ۱۳۷۰ ہش ۱۹ ۔ مئی ۱۹۹۱ء

ایک نہائت اہم دُعا

ایک دعا ہے "اے خدا ہمیں دنیا کی حسنات بھی عطا فرما اور آخرت کی حسنات بھی عطا فرما اور عذابِ نار سے بچانا" حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"مراد یہ ہے کہ ہمیں ہر اچھی چیز دے۔ دنیا میں سے بھی اچھی چیزیں دیں یعنی دنیاوی لحاظ سے بھی اچھی ہوں اور تیرے حضور بھی وہ اچھی اور پسندیدگی کی نظر سے دیکھنے کے لائق ہوں اور پھر آخرت میں سے بھی بہترین چیزیں عطا فرما اور دین میں سے بھی اس حصے پر عمل کرنے کی توفیق بخش جو سب سے زیادہ حسین ہے یعنی تعلیم کا وہ حصہ جو چوٹی کا تعلیم کا حصہ ہے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اس دعا کے متعلق فرمایا:

"ہماری جماعت ہر نماز کی آخری رکعت میں بعد رکوع مندرجہ ذیل دعا بکثرت پڑھے (اے ہمارے رب ہمیں دنیا کی حسنات بھی عطا فرما اور عذاب نار سے بچانا" (ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۹) کہ اے ہمارے رب ہمیں دنیا کی بھی حسنہ عطا فرما اور آخرت کی بھی حسنہ عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ پس وہ احمدی جو اس فرمان سے واقف نہیں وہ شائد دعا سے تو واقف ہونگے لیکن یہ علم نہیں کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی نظر میں یہ دعا کتنی اہمیت رکھتی ہے"

حقیقت یہ ہے کہ اس دعا کی اہمیت تو اسی بات سے ظاہر ہوتی ہے کہ کوئی ایک چیز مانگتا ہے کوئی دوسری چیز مانگتا ہے۔ کسی کے دل میں کوئی ایک چیز مانگنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے اور کسی اور کے دل میں کسی اور چیز کے مانگنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ یا یہ بھی ہے کہ کوئی ایک یا دو یا تین یا سو یا دو سو چیزیں مانگتا ہے۔ کوئی ہزار مانگتا ہے۔ کوئی اس دنیا کی چیزیں مانگتا ہے کوئی دوسری دنیا کی چیزیں مانگتا ہے۔ لیکن ایسا کوئی شخص بھی نہیں ہے جو اس دنیا کی سب چیزوں کو جانتا ہو اور ان کے نام لے لے کر مانگ سکے یا دوسری دنیا کی سب چیزوں سے واقف ہو اور ان کے نام اور ان کی صفات گنوا سکے اور سب کے نام لے کر مانگ سکے۔ لیکن یہ دعا ایسی دعا ہے کہ اس کی وسعت سے کوئی چیز باہر نہیں رہ سکتی۔ اس دنیا کی تمام حسنات۔ یہ حسنات ایک لاکھ ہوں یا ایک کروڑ ہوں یا ایک ارب ہو۔ دوسری دنیا کی تمام حسنات وہ بھی چاہے کروڑ ہوں یا ارب ہو۔ یہ دعا ان تمام چیزوں پر حاوی ہے۔ پس اس سے زیادہ کونسی دعا ہمارے حسب حال ہو گی۔ حضور اقدس کے ارشاد کے مطابق ہر نماز کی آخری رکعت میں رکوع کے بعد ضروری پڑھنی چاہیئے۔

راتوں کا سفر کرتے ہو تم
سورج سے چھپے رہنے کے لئے
کیا کام ہے اب کرنے کے لئے
کیا بات ہے اب کہنے کے لئے

ابوالاقبال

قصہ کوتہ کن ببیں ز ما دعائے مستجاب

(بات ختم کر اور ہماری ایک قبول شدہ دعا دیکھ لے)

روئے دلبر از طلبگاراں نمے دارد حجاب
دلبر کا چہرہ طالبوں سے پوشیدہ نہیں ہے

مے درخشد در خور و مے تابد اندر ماہتاب
وہ سورج میں بھی چمکتا ہے اور چاند میں بھی۔

لیکن آں روئے حسیں از غافلاں ماند نہاں
لیکن وہ حسین چہرہ غافلوں سے پوشیدہ ہے

عاشقے باید کہ بردارند از بہرش نقاب
سچا عاشق چاہیئے تاکہ اسکی خاطر نقاب اٹھائی جائے

دامنِ پاکش ز نخوتہا نمے آید بدست
اس کا مقدس دامن تکبر سے ہاتھ نہیں آتا

ہیچ راہے نیست غیر از عجز و درد و اضطراب
اس کیلئے کوئی راہ سوائے انکسار درد اور بیقراری کے نہیں ہے

بس خطرناک است راہِ کوچۂ یارِ قدیم
اس محبوبِ ازلی کا راستہ بہت خطرناک ہے

جاں سلامت بایدت از خود روی ہا سر بتاب
اگر تجھے جان کی سلامتی چاہیئے تو خودداری کو ترک کر دے

تا کلامش فہم و عقلِ نا سزایاں کم رسد
نااہل لوگوں کی عقل اسکے کلام کی تہ تک نہیں پہنچ سکتی

ہر کہ از خود گم شود اویابد آں راہِ صواب
جو خودی کا تارک ہو اسی کو وہ صحیح راستہ ملتا ہے

اے کہ گوئی گر دعاہا را اثر بودے کجاست
اے وہ شخص جو کہتا ہے کہ اگر دعاؤں میں اثر ہے تو دکھاؤ وہ کہاں ہے

سوئے من بشتاب بنمایم ترا چوں آفتاب
میری طرف دوڑ تاکہ میں تجھے سورج کی طرح وہ اثر دکھاؤں

ہاں مکن انکار زیں اسرارِ قدرتہائے حق
خبردار خدا کی قدرتوں کے بھیدوں کا انکار نہ کر

قصہ کوتہ کن ببیں از ما دعائے مستجاب
بات ختم کر اور ہماری ایک قبول شدہ دعا دیکھ لے

"سادہ زندگی کی تحریک کوئی معمولی نہیں۔ بلکہ دراصل دنیا کے آئندہ امن کی بنیاد اسی پر ہے"

"اس زمانے میں مالی قربانی کی بہت ضرورت ہے۔ اس لئے سب مرد اور عورتیں اپنی زندگی کو سادہ بنائیں اور اخراجات کم کر دیں۔ تاکہ جس وقت قربانی کیلئے خدا تعالےٰ کی طرف سے آواز آئے وہ تیار ہوں۔ قربانی کے لئے صرف تمہاری نیت ہی فائدہ نہیں دے سکتی۔ جب تک تمہارے پاس سامان بھی مہیا نہ ہوں۔ ایک نابینا جہاد کا کتنا ہی شوق کیوں نہ رکھتا ہو اس میں شامل نہیں ہو سکتا .... ایک مریض کی خواہش خواہ کسقدر زیادہ ہو روزے نہیں رکھ سکتا پس اگر سامان مہیا نہ ہوں تو ہم وہ قربانی کسی صورت میں بھی پیش نہیں کر سکتے۔ جس کی ہمیں خواہش ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم میں سے ہر ایک سادہ زندگی اختیار کرے۔ تاکہ وقت آنے پر وہ اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کے سامنے پیش کر سکے۔ اور اگر اس کا موقع نہ آئے تو بھی خدا تعالےٰ سے کہہ سکو کہ ہم نے جو کچھ جمع کیا تھا اگرچہ وہ ملا تو ہماری اولاد کو ہی لیکن ہم نے اس دین کے واسطے قربانی کی نیت سے جمع کیا تھا"

(ارشاد حضرت فضل عمر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے)

علمی مسائل

حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ رہے مگر بنی اسرائیل کے لئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ رہے مگر اپنی قوم کے لئے۔ حضرت ابراہیمؑ زندہ رہے مگر فلسطینیوں کے لئے۔ حضرت نوح علیہ السلام زندہ رہے مگر عراقیوں کے لئے۔ حضرت کرشن اور حضرت رام چندر علیہا السلام زندہ رہے مگر ہندوستانیوں کے لئے۔ انہوں نے تکالیف بھی اٹھائیں مصائب بھی برداشت کئے۔ مگر صرف بنی اسرائیل کے لئے یا صرف فلسطینیوں کے لئے یا صرف عراقیوں کے لئے یا صرف ہندوستانیوں کے لئے۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے حکم سے فرماتے ہیں۔ یعنی میں اگر تکالیف اور دکھ اٹھاتا ہوں تو صرف ایک قوم کے لئے نہیں۔ بے شک میں عرب قوم میں پیدا ہوا ہوں اور وہ میری پہلی مخاطب ہے لیکن میرے دکھ اور میرے مصائب ساری دنیا کے لئے ہیں۔ کیونکہ میں نے اپنی ساری زندگی خدا تعالیٰ کے لئے وقف کی ہوئی ہے۔ اور ایسے خدا کے لئے وقف کی ہوئی ہے۔ جو رب العالمین ہے۔ یعنی سب جہانوں کی ربوبیت کرنے والا ہے۔ میں صرف عرب قوم کا لیڈر نہیں ہوں۔ میں تو خدا تعالیٰ کا جو رب العالمین ہے بندہ ہوں اور اس کی خاطر میں نے اپنی ساری زندگی وقف کی ہوئی ہے۔ وہ اگر رب العالمین ہے اور اگر وہ سب جہانوں کی ربوبیت کرتا ہے تو اس کا خادم ہونے کی حیثیت سے میری تکالیف اور دکھ کسی خاص قوم کے ساتھ کیوں مخصوص ہوں۔ میں نے خدا تعالیٰ کو رب العالمین سمجھ کر مانا ہے۔ رب عرب یا رب بنی اسرائیل سمجھ کر نہیں مانا اور جب میں نے اسے رب العالمین سمجھ کر مانا ہے تو اس کی جتنی بھی مخلوق ہے سب کی خاطر مجھے اپنے اوپر تکالیف وارد کرنی چاہئیں۔ اسی وجہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم میں کثرت سے اس قسم کے احکام پائے جاتے ہیں کہ عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں۔ اور نہ عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت ہے۔ مگر حضرت مسیح علیہ السلام کے پاس جب ایک غیر قوم کی عورت نے آکر کہا کہ اے استاد تو مجھے بھی اس سچائی سے حصہ دے جو تو بنی اسرائیل کے سامنے پیش کرتا ہے تو اس عورت کی خاطر دکھ اور تکلیف اٹھانا تو الگ رہا۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے کہا۔ بیٹوں کی روٹی میں کتوں کے آگے کیسے پھینک دوں۔ گویا ان کی نگاہ میں بنی اسرائیل تو خدا تعالیٰ کے بیٹے تھے۔ اور غیر قومیں کتوں کی مانند تھیں۔ اس کے مقابلے میں اسلام کے ابتدائی زمانہ میں ایسے ابتدائی زمانہ میں جب کہ ابھی تعلیم مکمل نہیں ہوئی تھی۔ جبکہ قرآن کریم کا ایک پارہ بھی پورا نازل نہیں ہوا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہدایت اور راستی کے متلاشی آتے ہیں۔ ان میں سے کوئی یونانی ہوتا ہے جیسے سہیلؓ کوئی حبشہ کا ہوتا ہے جیسے بلالؓ۔ کوئی ایران کا ہوتا ہے جیسے حضرت سلمانؓ یہ لوگ آتے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی یہ خواہش پیش کرتے ہیں کہ ہمیں بھی اپنی تعلیم سنائیے۔ ان کے سوال کے جواب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ نہیں فرماتے کہ کوئی شخص اپنے بیٹوں کی روٹی کتوں کے آگے نہیں پھینک سکتا بلکہ آپ سمجھتے ہیں کہ جس طرح عرب قوم ہے ویسے ہی یہ لوگ بھی ہیں آپ انہیں فوراً تعلیم دینا شروع کر دیتے ہیں۔ بلکہ دینی تعلیم دینا تو الگ رہا یہاں تک ثابت ہے کہ دو بھائی تھے۔ جو عربی زبان کا ایک لفظ بھی نہیں جانتے تھے۔ یا بہت کم علم رکھتے تھے۔ وہ صرف بائبل جانتے تھے اور لوہا کوٹا کرتے تھے۔ آپؐ ان دونوں بھائیوں کو اشاروں کے ساتھ تبلیغ کیا کرتے تھے۔ جب آپؐ وہاں سے گذرتے تو ان کے پاس کھڑے ہو جاتے۔ وہ دونوں یونانی تھے۔ اور آپؐ کی باتیں نہیں سمجھ سکتے تھے۔ لیکن آپؐ محبت کی وجہ سے وہاں کھڑے ہو جاتے اور ان کی باتیں سنتے۔ پھر آپ انہیں تبلیغ کرنے لگ جاتے۔ زبان تو وہ سمجھ نہیں سکتے تھے۔ آپؐ اشاروں سے انہیں تبلیغ کرتے مثلاً اللہ کا لفظ کہہ کر آسمان کی طرف اشارہ کر دیا۔ آہستہ آہستہ ان دونوں کو آپؐ سے انس ہوتا گیا۔ اور بالآخر وہ دونوں ایمان لے آئے اسی طرح بلال حبشیؓ تھے۔ اور حبشی غلام بنائے جاتے تھے۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں میں سے نہیں تھے جن کے نزدیک کوئی غیر قوم مقہور اور ذلیل ہو بلکہ آپؐ کے نزدیک سب قومیں یکساں طور پر خدا تعالیٰ کی مخلوق تھیں آپؐ کو یونانیوں اور حبشیوں سے بھی ویسا ہی پیار تھا۔ جیسے عربوں سے۔ یہی محبت تھی جس نے ان غیر قوموں کے دلوں میں بھی آپؐ کا وہ عشق پیدا کر دیا جس کو عرب کے بھی بہت سے لوگ نہیں سمجھ سکتے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں پیدا ہوئے۔ پھر عرب قوم میں پیدا ہوئے۔ اور عربوں میں سے بھی قریش قبیلہ میں پیدا ہوئے۔ جو دوسری عرب قوموں کو بھی حقیر اور ذلیل سمجھتا تھا۔ آپؐ کو حبشیوں سے کیا جوڑ تھا۔ اگر آپؐ سے کسی قوم یا قبیلہ کی محبت ہونی چاہئے تھی تو وہ بنو ہاشم کو ہونی چاہئے تھی۔ آپ سے کسی کو محبت ہونی چاہئے تھی تو قریش کو ہونا چاہئے تھی یا پھر عرب کے لوگوں کو ہونی چاہئے تھی۔ غیر قوموں کے دلوں میں جن کی حکومتوں کو آپؐ کے لشکروں نے تباہ کر دیا تھا جن کی قومی برتری کو اسلامی سلطنت نے بیکار کر کے رکھ دیا تھا۔ محبت ہو ہی کیسے سکتی ہے۔ انہیں تو آپ سے دشمنی ہونی چاہئے تھی مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے عشق کا یہ حال تھا کہ آپؐ کی وفات کے کئی سال بعد ایک دن کچھ لوگ دمشق میں اکٹھے ہوئے اور انہوں نے باتوں باتوں میں کہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بلالؓ اذان دیا کرتے تھے ہم چاہتے ہیں کہ پھر ان کی اذان سنیں چنانچہ انہوں نے بلالؓ سے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مدینہ سے شام چلے گئے تھے۔ اور شام سے پھر دمشق جا پہنچے تھے۔ اپنی اس خواہش کا اظہار کیا لیکن انہوں نے انکار کر دیا اور کہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد میں نے اذان دینا چھوڑ دیا ہے۔ کیونکہ جب بھی میں اذان دینے کا ارادہ کرتا ہوں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ مبارک میری آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے اور یہ بات میری برداشت سے باہر ہو جاتی ہے حضرت عمرؓ بھی ان دنوں دمشق آئے ہوئے تھے۔ لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ آپ بلالؓ سے کہیں کہ وہ اذان دیں ہم میں وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور ہمارے کان ترس رہے ہیں۔ کہ پھر بلالؓ کی اذان سنیں۔ اور ہم میں وہ بھی ہیں جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ نہیں دیکھا۔ صرف باتیں سنیں ہیں۔ وہ بھی خواہش رکھتے ہیں کہ اس شخص کی اذان سن لیں جس کی اذان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سنا کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے بلالؓ کو بلایا اور فرمایا لوگوں کی خواہش ہے کہ آپ اذان دیں۔ آپ نے فرمایا آپ خلیفہ وقت ہیں آپ کی خواہش ہے تو میں اذان دے دیتا ہوں لیکن میرا دل برداشت نہیں کر سکتا۔ حضرت بلالؓ کھڑے ہو گئے اور انہوں نے بلند آواز سے اسی رنگ میں اذان دی جس رنگ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اذان دیا کرتے تھے۔ بلالؓ کی آواز جونہی فضا میں گونجی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو یاد کر کے آپ کے صحابہؓ جو عرب کے باشندے تھے ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ اور بعض کی چیخیں بھی نکل گئیں۔ لیکن حضرت بلالؓ جو حبشی تھے جن سے عربوں نے خدمتیں لیں جنہیں عربوں سے کوئی خونی رشتہ نہیں تھا۔ اور نہ بھائی چارے کا تعلق تھا وہ اذان ختم کرتے ہی بے ہوش ہو گئے۔

اور چند منٹ کے بعد ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دعویٰ پر غیر قوموں کی گواہی تھی کہ میرے نزدیک عرب اور غیر عرب میں کوئی فرق نہیں۔ یہ گواہی تھی غیر قوموں کی جنہوں نے آپؐ کی محبت بھری آواز کو سنا اور اس کا اثر جو انہوں نے دیکھا اس نے انہیں اس یقین سے بھر دیا کہ ان کی اپنی قوم ان سے وہ محبت نہیں کر سکتی تھی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کی۔

لوگ مرتے ہیں تو اپنی تکلیف اور دکھ کی وجہ سے انہیں دوسروں کا خیال تک نہیں آتا۔ کیونکہ وفات کے وقت غیر معمولی تکلیف ہوتی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے جس شخص کو وفات کے وقت زیادہ تکلیف ہوتی تھی۔ میں خیال کرتی تھی کہ وہ گنہگار ہے۔ مگر جب میں نے آپؐ کی وفات دیکھی تو سمجھا کہ یہ بات غلط ہے۔ کیونکہ آپؐ کی نزع کی حالت نہایت تکلیف دہ تھی۔ وفات کے وقت مرنے والوں کو عموماً یہ خیال ہوتا ہے کہ وہ اپنا کام اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو سنبھال جائیں مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور بیماری کی وجہ سے جب ایسی حالت کو پہنچے کہ آپؐ کے لئے چلنا بھی مشکل ہو گیا تو ایک دن آپ سہارا لے کر مسجد میں آئے اور صحابہؓ کو اکٹھا کیا۔ اور فرمایا۔ ہر ایک انسان آخری وقت میں کوئی نہ کوئی نصیحت کرتا ہے۔ میں بھی تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ یہ غلام تمہاری طرح خدا تعالیٰ کے بندے ہیں اور تمہارے بھائی ہیں۔ ان کے ساتھ ہمیشہ نیک سلوک کرنا اور جو شخص یہ برداشت نہ کر سکتا ہو کہ ان کے ساتھ نیک سلوک کرے اسے چاہئے کہ انہیں آزاد کر دے۔ لیکن جو شخص ان سے کام لینا چاہتا ہو وہ جو کچھ خود کھائے

باقی صفحہ ۵ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات ـــــــــ نون۔ سین

آدابِ زندگی

امریکہ میں ایک خاتون اخبارات اور کتابوں کے ذریعے لوگوں کو بتاتی ہے کہ انہیں کس وقت اور کن حالات میں کیا کرنا چاہیئے۔ یعنی آدابِ زندگی سکھاتی ہے۔ اس خاتون کا اصل نام تو جوڈتھ مارٹن ہے لیکن اب اس نے اپنا نام "مس مینرز (یعنی مس آداب) رکھا ہوا ہے۔ اسی نام سے اس کے کالم چھپتے ہیں۔ اور یہی نام اس کی کتابوں پر بھی ہوتا ہے۔ لوگ اس سے سوال پوچھتے ہیں یا وہ ازخود لوگوں کی کیفیت کو جانچ کر انہیں مشورے دیتی ہے۔ یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے ہمارے بعض اردو اخبارات میں بعض کالم گائیڈ کے طور پر چھپتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ گذشتہ دنوں مس مینرز ایک لیکچر کے لئے جان ہاپکنز یونیورسٹی (بالٹی مور) گئیں اور وہاں ایک خاصی بڑی کلاس کو خطاب کرتے ہوئے انہوں نے اس بات کی شکایت کی کہ فلاسفر عام طور پر اس بات کا خیال نہیں رکھتے کہ انکے لئے کس وقت اور کن حالات میں کس بات کا کہنا یا کسی کام کا کرنا مناسب ہے۔ انہوں نے کہا کہ فی زمانہ اخلاقیات کا تو ذکر کیا جاتا ہے لیکن آداب زندگی سے نظر چرائی جاتی ہے۔ خاصی تفصیل میں جاتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ انہیں خود کس طرح یہ مشورے دینے کا خیال آیا۔ بچپن میں عام لڑکیاں تو رومانوی کتابیں پڑھتی ہیں لیکن مسز مارٹن آداب زندگی کے متعلق اخبارات اور کتابوں کا مطالعہ کرتی رہتی تھیں۔ وہ کہتی ہیں کہ جب میری عمر ۱۶ برس تھی تو میں قاہرہ کے عجائب گھر میں گئی۔ وہاں میری حیرت کی انتہا نہ رہی اور ہنستے ہنستے میرے پیٹ میں بل پڑ گئے کہ ایک شخص کا خط رکھا ہوا تھا۔ جس کے ساتھ ترجمہ بھی دیا گیا تھا۔ یہ خط کسی بوڑھے باپ نے اپنے جوان بیٹے کے نام لکھا تھا اور اس میں ان باتوں کی جو اس بیٹے کو کرنی چاہئیں اور جو اسکو نہیں کرنی چاہئیں ایک لمبی فہرست تھی۔ مسز مارٹن کہتی ہیں کہ میں یہ خط پڑھ کر سمجھ گئی کہ اس بوڑھے آدمی کا بیٹا کیا کرنا چاہتا تھا۔ اور کن باتوں سے گریز کرتا تھا۔ کیونکہ جہاں تک اس قسم کی نصائح کا تعلق ہے وہ آخر انہی باتوں کو مدِ نظر رکھ کر کی جاتی ہیں۔ یعنی بوڑھے باپ کے دل میں جس بات کے متعلق یہ خیال آیا کہ بیٹا کرے گا کرنے پر مائل ہے۔ اور وہ بات ٹھیک نہیں ہے تو اس نے ان نصائح کی فہرست میں یہ بات شامل کر دی کہ وہ ایسا ہرگز نہ کرے۔ وہ کہتی ہیں کہ جب میں یہ سوچتی ہوں کہ میں نے یہ باتیں لکھنے کا کس طرح آغاز کیا تو میری ہنسی نہیں رکتی۔ ان دنوں وہ واشنگٹن پوسٹ میں کام کرتی تھیں۔ اور انکی باتوں پر ان کے رفیقان کار ہنسا کرتے تھے۔ لیکن ان کے کالم مقبول ہونے شروع ہو گئے۔ کیونکہ ۱۹۶۰ء کے بعد امریکہ میں نفسیاتی ٹوٹ پھوٹ شروع ہو چکی تھی۔ لوگوں کے لئے طبعی طور پر یہ باتیں ایک معمّہ سے کم نہ تھیں کہ انہیں کن حالات میں کیا کرنا چاہیئے اور چونکہ مسز مارٹن زندگی کی سچائیوں کی طرف توجہ دلاتی تھی اسلئے وہ خاصی مقبول ہو گئیں اور آہستہ آہستہ امریکہ کے دور دراز علاقوں سے بھی اسے آداب زندگی کے متعلق سوال پوچھے جانے لگے۔ انہوں نے کہا کہ میرے سوال و جواب کی وسعت زندگی کے متعدد پہلوؤں کی وسعت سے مماثلت رکھتی تھی۔ لوگ نہایت معمولی معمولی باتیں بھی پوچھتے تھے لیکن میرے جوابات سے مطمئن ہو کر جب وہ جو کچھ میں کہتی تھی کرتے تھے تو انہیں بہت زیادہ تسکین ملتی تھی۔

آداب زندگی کا مضمون کوئی اتنا آسان بھی نہیں ہے۔ لیکن مسز مارٹن کے کالم نے لوگوں کی توجہ اس طرف پھیر دی اور انہیں سوچ کی راہوں پر گامزن کر دیا وہ کہتی ہیں کہ میرا اصل موضوع یہ ہے کہ انسان کو کس طرح زندہ رہنا چاہیئے اور یہ وہی بات ہے جو سقراط نے پیش کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ اخلاقیات اپنی جگہ پر لیکن آداب زندگی بھی کچھ کم اہمیت نہیں رکھتے۔ انکا کہنا ہے کہ آہستہ آہستہ آداب زندگی کے خطوط متعین کرنے کے لئے اب قوانین بھی بننے شروع ہو گئے ہیں۔ اس سلسلے میں جو وہ مثال پیش کرتی ہیں۔ وہ یہ ہے کہ جب سگریٹ پینے والے مرد ازخود ان عورتوں سے الگ بیٹھنے لگے جو سگریٹ نہیں پیتیں تو یہ بات آداب زندگی کے زمرے میں آتی ہے لیکن اب حکومتوں نے یہ قوانین بنانے شروع کر دیئے ہیں کہ سگریٹ پینے والے لوگ سگریٹ نہ پینے والوں سے الگ بیٹھیں۔ گویا کہ آداب زندگی کے اس حصے کو قانون کی شکل دے دی گئی ہے۔ پہلے لوگ اپنے کام ہی سے کام رکھتے تھے۔ اور یہ آداب زندگی کا ایک بہت اچھا اصول ہے۔ لیکن اب وہ ہر شخص سے اپنے متعلق ہر قسم کی بات کرتے ہیں۔

بڑے بڑے شہر

تیسری دنیا میں آبادی نہایت سرعت کے ساتھ بڑھ رہی ہے۔ بڑے شہر مزید بڑے ہو رہے ہیں اور کئی چھوٹے شہر بڑے شہروں کی شکل اختیار کر رہے ہیں کہتے ہیں کہ میکسیکو سٹی جس کی آبادی ۱۹۸۵ء میں ۱۷ ملین تھی وہ ۲۰۰۰ء میں ۲۴ ملین کی آبادی کا شہر بن جائے گا۔ اسی طرح ایک اور شہر ساؤ تاؤ لو (SAUTAULO) جہاں کی آبادی ۱۵ ملین ہے ۲۴ ملین ہو جائے گی۔ ۲۴ شہر ایسے ہیں جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ۲۰۰۰ء میں انکی آبادی دس ملین سے بڑھ جائے گی۔ ان ۲۴ شہروں میں سے ۱۸ شہر ترقی پذیر ممالک میں واقع ہیں۔ چھوٹے شہر یا انہیں درمیانے درجے کے شہر کہہ لیجئے جو ترقی پذیر ممالک میں واقع ہیں انکی آبادی سرعت کے ساتھ بڑھ رہی ہے۔ اور وہ بڑے شہروں کے زمرے میں شامل ہو رہے ہیں۔ یہ بات بھی نظر انداز نہیں کی جا سکتی کہ لوگ گاؤں یا قصبوں سے ہجرت کر کے بڑے شہروں میں آ رہے ہیں۔ خاص طور پر تیسری دنیا میں اس بات کی اسلئے ضرورت پیش آتی ہے کہ وہاں گاؤں اور قصبات میں وہ آسانیاں حاصل نہیں ہیں جو بڑے شہروں میں ہیں۔ اس لئے جس شخص کی بھی استطاعت ہوتی ہے وہ گاؤں یا قصبہ چھوڑ کر بڑے شہر میں چلا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں ماحولیات کا خیال رکھنے والے اپنے آپ کو مشکلوں کا سامنا کرتے ہوئے پاتے ہیں۔

نوبل انعام کی رقم

نوبل انعام حاصل کرنا ایک بہت بڑا عالمی اعزاز ہے اور اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ جس شخص کو یہ انعام دیا گیا ہے اسنے عالم انسانیت کے لئے کسی نہ کسی پہلو سے بہت اہم کام سرانجام دیا ہے۔ اور جو رقم اس انعام کے ساتھ ملتی ہے اس کا تو پھر کہنا ہی کیا۔ اس سال نوبل فاؤنڈیشن نے اعلان کیا ہے کہ انہوں نے مقررہ رقم میں ۵۰ فیصد اضافہ کر دیا ہے گویا کہ اب یہ رقم تقریباً ۱۰ لاکھ ڈالر کے برابر ہو گئی ہے۔ ۱۹۰۱ء میں جب نوبل انعام کا دیا جانا شروع ہوا تھا تو اس وقت ایک لاکھ بچاس ہزار کرونا کی رقم ادا کی جاتی تھی جو آج کل کے پچپن لاکھ کرونا کے برابر ہے۔ ۱۹۵۳ء میں اصل رقم کی قیمت ۲/۳ کم ہو گئی تھی۔ ۱۹۹۱ء جو اس کا جوبلی سال ہے۔ اس میں رقم بڑھا دی گئی ہے ایسا اس لئے ممکن ہو سکا ہے کہ الفریڈ نوبل کا ترکہ جسے مختلف صنعتوں میں لگایا ہوا ہے اس سے اب خاصا زیادہ منافع حاصل ہوا ہے۔

ہمارے قارئین جانتے ہیں کہ ہمارے محترم عبد السلام صاحب نے بھی یہ انعام حاصل کیا ہوا ہے۔ اگرچہ اس سے پہلے اور اسکے بعد بھی انہیں دنیا بھر میں مختلف علاقوں سے متعدد انعام مل چکے ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ شہرت دینے والا اور معزز انعام نوبل انعام ہی سمجھا جاتا ہے۔ محترم عبد السلام صاحب نے ہمیشہ ان انعامات کو انسانیت کی بہبود کے لئے استعمال کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر دراز کرے اور انہیں صحت کے ساتھ بہبود انسانیت کے کاموں میں معروف رہنے کی توفیق دے۔ گذشتہ دنوں ان کی طبیعت زیادہ علیل ہو گئی تھی لیکن پھر خدا کے فضل سے خاصی حد تک صحت ہو گئی۔

مشرق وسطیٰ میں امن

سوویت یونین کے وزیر خارجہ الیگزنڈر بس مرٹخ (BESSMERTMYKH) کو گذشتہ بدھ (۶۔ مئی ۱۹۹۱) کو مشرق وسطیٰ کے دورے پر جانا پڑا۔ یہ بات وزارت خارجہ کے ایک نمائندے نے اس وقت بتائی جب وہ صحافیوں کو اطلاعات پہنچا رہے تھے۔ یہ دورہ اس غرض سے دیکھا گیا کہ مشرق وسطیٰ میں قیام امن کے لئے جو پروگرام بنائے جا رہے ہیں ان کا کسی نہ کسی طرح آغاز کیا جا سکے انہیں شام اردن، اسرائیل اور مصر کا دورہ کرنا تھا اور اصولی طور پر ان کا یہ خیال بھی تھا کہ وہ لبنان بھی جائیں گے۔ لیکن دورے کے آغاز میں اس بات کا یقین نہیں تھا۔ کہ وہ لبنان جا سکیں گے۔ وزارت خارجہ کے نمائندے نے بتایا کہ وزیر موصوف فلسطین کی تنظیم آزادی کے رہنما سے بھی اس دورے کے دوران ملاقات کریں گے۔ اسی طرح امریکہ کے سیکرٹری آف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سٹیٹ جیمز بیکر کو بھی اسی ہفتے مشرق وسطی کا دورہ کرنا تھا۔ گو ان کی غرض بھی یہ تھی کہ اسرائیل عرب گفتگو کا کوئی پروگرام بنایا جائے۔ اسی طرح وہ یہ بھی چاہتے ہیں کہ اسرائیل فلسطینیوں سے بھی بات کرنے پر آمادہ ہو جائے۔ ۵۔ مئی کو جیمز بیکر نے ٹیلیفون پر صدر بش سے بات کی اور بتایا کہ ان دونوں کا خیال یہ ہے کہ جب تک امن کے قیام کی کانفرنس کا ایک ذرا سا بھی امکان ہے کوششوں کو جاری رکھنا چاہیئے۔ جیمز بیکر نے کہا کہ اس دورے میں وہ سوویت یونین کے وزیر خارجہ سے بھی ملاقات کریں گے۔ تاکہ دونوں اپنی کوششوں کو ایک دوسرے کے ساتھ منسلک کر کے امن کانفرنس کا انعقاد کر سکیں۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جیمز بیکر مصر، شام، اردن اور اسرائیل کا دورہ کریں گے۔ اگرچہ ضروری نہیں کہ وہ اسی ترتیب سے ان ملکوں میں جائیں جیمز بیکر نے ایک رپورٹر کی اس تجویز کو مسترد کر دیا کہ اب وہ پہلے سے کم امید رکھتے ہیں۔ کہ اس کانفرنس کا انعقاد ہو سکے گا۔ وہ کہنے لگے ہم اب بھی پوری طرح کوشش کر رہے ہیں اور نہایت اعتماد کے ساتھ کہ اسرائیل اور عرب بلا واسطہ ایک دوسرے سے گفتگو کر سکیں اور اسی طرح اسرائیل اور فلسطینیوں کی بھی گفتگو ہو سکے۔ انہوں نے کہا کہ اگر ان باتوں کو مدِ نظر رکھا جائے تو یہ کانفرنس ایک بہت وسیع البنیاد کانفرنس ہو گی۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ مشرق وسطی میں دنیا کی کوئی طاقت امن نافذ نہیں کر سکتی جب تک وہاں کی مختلف پارٹیاں قیام امن کا فیصلہ نہ کر لیں۔ اس وقت تک مشرق وسطی میں امن کا کوئی امکان نہیں۔ یہ کسی صورت بھی نہیں ہو سکتا کہ اس علاقے سے باہر کی کوئی طاقت خواہ وہ کتنی ہی مضبوط اور زبردست کیوں نہ ہو اس علاقے میں امن نافذ کر سکے۔ بات بھی ٹھیک ہے۔ امن نافذ کرنے والی بات نہیں ہے۔ بلکہ دل کی کیفیت کا نام ہے۔ اگر یہ سب پارٹیاں چاہیں کہ ایک دوسرے کے ساتھ کچھ لو کچھ دو کے اصول پر امن قائم کر لیا جائے تو اس میں کسی تیسرے شخص کی کوششوں کی ضرورت نہیں۔ لیکن اگر بیرونی لوگ کوششیں کرتے رہیں۔ اور ان لوگوں کے دل آپس میں نہ مل سکیں۔ تو قیام امن کا امکان ہی نہیں ہے۔ اور اگر کسی نہ کسی طرح امن کی شرائط طے کر دا بھی لی جائیں تو جھگڑوں کی بنیاد باقی رہے گی۔ اور لوگ امن کو استحکام نہیں دے سکیں گے۔ شام کے صدر کا خیال ہے کہ اس امن کانفرنس میں تنظیم آزادی فلسطین کے اراکین کو یا مقبوضہ عرب علاقوں میں رہنے والے فلسطینیوں کے منتخب نمائندوں کو ضرور شامل ہونا چاہیئے۔ شام کے وزیر خارجہ فاروق الشرع نے بتایا ہے کہ صدر حافظ الاسد نے امریکہ کے سیکرٹری آف سٹیٹ جیمز بیکر کو اپنے اس خیال سے آگاہ کر دیا ہے۔ شام کے خیال میں ایسا کوئی فارمولا تیار نہیں کیا جا سکتا۔ جو فلسطینیوں کی نمائندگی کے بغیر وہاں امن قائم کر سکے۔ جب انہوں نے کہا کہ ہمیں مکمل امن کے لئے کام کرنا چاہیئے تو اس کا مطلب یہ تھا کہ کسی ایک طرف سے کوئی فارمولا نافذ کرنے کی کوشش کو ناکامیابی تک نہیں لے جا سکتا۔ تمام پارٹیوں کا آپس میں اتفاق ہونا چاہیئے اور یہی ایک ایسا طریق ہے جس سے اب امن قائم بھی ہو سکتا ہے اور مستحکم بھی۔

دِل کا ٹیلیفون

یونیورسٹی آف شکاگو نے کئی مرتبہ تحقیقات کرنے کے بعد یہ بات پیش کی ہے کہ اگر انسان کے ایک کان یا دونوں کانوں پر وتری کریز (DIAGONAL CREASE) ہو تو اسکا بہت زیادہ امکان ہے کہ وہ دل کی تکلیف میں مبتلا ہو گیا اچانک دل کی حرکت بند ہو جانے سے جاں بحق ہو جائے گا۔ کہتے ہیں کہ یہ بات خون کی گردش سے تعلق رکھتی ہے اور رگوں کے آخری حصے جنہیں انڈ آرٹری (END ARTERY) کہا جاتا ہے وہ دل کو بھی خون پہنچاتے ہیں اور کانوں کی لوؤں کو بھی چنانچہ اس مماثلت کی وجہ سے کہا جا سکتا ہے کہ کان اور دل ایک ہی طرح کی کیفیات سے دو چار ہوتے ہیں۔ ولیم ایلیٹ جو میڈیسن کے اسسٹنٹ پروفیسر ہیں کہتے ہیں کہ دل اور کان کی لوؤں کے خون کی حرکت کا مقابلہ کرنے کیلئے سب سے پہلے انہوں نے اپنی تحقیقات پیش کی تھی۔ انہوں نے ایک جیسی عمر کے کئی لوگوں پر کئی سال تک تجربہ کرنے کے بعد یہ بات معلوم کی کہ لوؤں کی اس کیفیت کے حامل لوگ دل کے مرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر آنکھیں روح کی کھڑکی ہیں تو یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ کانوں کی لوئیں دل کا ٹیلیفون ہیں۔ ایلیٹ نے کہا کہ بات سمجھنا تو مشکل ہے کہ دل کیا کہہ رہا ہے اور کبھی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ ٹیلیفون اسی طرح کا ہو جس طرح رانگ نمبر ہوتا ہے۔ لیکن وہاں سے آئے ہوئے فون کا جواب دینا کسی طرح بھی ضرر نہیں پہنچاتا کیونکہ گاہے گاہے اسکا نتیجہ موت بھی ہو سکتا ہے۔ ویسے اس تحقیق کے نتائج کا سب سے پہلے ۱۹۵۸ میں پتہ چلنا شروع ہوا تھا۔ اگرچہ جس طرح تحقیقات کے دوران ہمیشہ ہوتا ہے اس تحقیقات میں بھی آغاز میں متضاد نتائج سامنے آتے رہے۔ لیکن ۱۹۸۳ میں ڈاکٹر ایلیٹ نے ایک ہزار مریضوں پر تجربہ کر کے اپنا تحقیقاتی مقالہ پیش کیا جس سے یہ ثابت ہوا کہ دل اور کان کی لوؤں کا بہت زیادہ قریبی تعلق ہے یونیورسٹی آف البامہ کی امریکن ہارٹ ایسوسی ایشن کے چیئرمین البرٹ اوورین نے بھی اس سلسلے میں خاصی تحقیقات کی۔ انہوں نے کہا کہ دس بارہ جگہوں پر یہ تحقیق کی جاتی رہی ہے اور سب جگہوں پر تحقیقات کا نتیجہ یہی نکلا ہے کہ خون کی سپلائی جس طرح دل کو ہوتی ہے اسی طرح کانوں کی لوؤں کو ہوتی ہے اور یہ بات جو پہلے کہی جاتی تھی کہ کانوں کی یہ کیفیت عمر کے ساتھ تعلق رکھتی ہے درست نہیں ہے۔ نوجوانی میں کانوں کی یہ وتری کریز والی کیفیت صرف ایک کان پر ظاہر ہوتی ہے اور بڑھاپے میں یہ دونوں پر ظاہر ہو جاتی ہے۔ ایلیٹ کی تحقیقات کئی سالوں پر ممتد ہے اس لیئے اسے ماننے کو زیادہ جی چاہتا ہے۔ اگرچہ یہ کہنا بھی غلط نہ ہو گا کہ ابھی تک بہت زیادہ لوگوں پر تجربات نہیں کئے گئے۔ اگر ان تجربات کا تجزیہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ ہر چار افراد میں سے ایک فرد جس پر تجربہ کیا گیا اس تحقیقات کے مطابق ثابت ہوا۔ یعنی کان کی اس کیفیت سے اسے دل کا حملہ ہوا۔ آٹھ سال میں ۸۰ مریضوں میں سے ۴۵ جاں بحق ہوئے اس ۸ سالہ تجربات کے بعد معلوم ہوا کہ جن لوگوں کے کانوں کی یہ کیفیت تھی وہ دوسرے لوگوں سے تین گنا زیادہ جاں بحق ہوئے ان لوگوں کو فوری طور پر دل کے حملے سے جان سے ہاتھ دھونا پڑا۔

بقیہ: صث سے آگے

وہی انہیں کھلائے۔ جو خود پہنے وہی ان کو پہنائے۔ جس حالت میں وہ خود رہے اسی حالت میں انہیں بھی رکھے۔ اور اگر تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں کر سکتا تو اسے ان سے خدمت لینے کا بھی کوئی حق نہیں۔ پھر فرمایا۔ اے میرے صحابہؓ! عورت پر بہت ظلم ہوتا رہا ہے۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم عورتوں کے ساتھ نیک سلوک کرو اور ان کے حقوق ادا کرو۔

ہمیں انبیاء سابقین کے متعلق یہ معلوم نہیں کہ وہ کیسے فوت ہوئے۔ صرف حضرت عیسٰی علیہ السلام کے متعلق پتہ لگتا ہے کہ جب آپ کو صلیب پر لٹکایا گیا تو اگرچہ وہ ان کی وفات کا وقت نہیں تھا۔ تاہم آپ نے آنکھیں کھول لیں اور حضرت مریم کو رنجیدہ کھڑے دیکھ کر آپ نے سمجھ لیا کہ وہ اپنے بیٹے کے مصلوب ہو جانے کے بعد اپنے کسی ولی اور نگران کی عدم موجودگی پر افسوس کر رہی ہیں۔ آپ نے اپنے حواری تھوما سے کہا۔ گو جذبات کی وجہ سے آپ اپنا فقرہ مکمل نہ کر سکے کہ اے تھوما یہ ہے تمہاری ماں اور اے عورت یہ ہے تمہارا بیٹا۔ جسکے یہ معنی تھے کہ میں تھوما پر اعتبار کرتا ہوں۔ اور اسے تمہارا بیٹا بناتا ہوں۔ اور اے تھوما میں تم پر اعتبار کرتا ہوں اور اسے تمہاری ماں بناتا ہوں۔ یہ بڑا نیک جذبہ ہے جو حضرت مسیحؑ کے دل میں پیدا ہوا مگر اس شخص کی محبت کتنی بالا ہے جو وفات کے وقت اپنے اعزاء اور اقرباء کو بھول جائے اور غریب اور مظلوم کی ہمدردی میں اپنے آخری لمحات گذار دے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کے وقت اگر کسی کا خیال کیا تو وہ صرف مظلوموں، مقہوروں، متروکوں اور ان بے بس اور بے کس لوگوں کا تھا۔ جن کی پرورش کرنے والا کوئی نہیں تھا۔

پھر عین وفات کا وقت آتا ہے تو آپ کی زبان پر یہ کلمہ جاری ہوتا ہے۔ کہ خدا یہود اور نصاریٰ پر لعنت کرے جنہوں نے اپنے بزرگوں کی قبروں کو عبادت گاہیں بنا لیا ہے۔

خدا تعالیٰ کی عبادت

"جب تک زمین پر تم خدا کی عبادت کو قائم نہیں کرو گے آسمان پر تم نجات یافتہ نہیں لکھے جاؤ گے۔ اس لئے زمین پر عبادتوں کو قائم کرو۔

حضرت اقدس بانی سلسلہ کے آنے کا مقصد یہ تھا کہ خدا کی عبادت کو از سرِ نو قائم کیا جائے۔ اگر تم حضرت اقدس کے سچے خادم ہو۔ اگر تم حضرت اقدس کے ساتھ وفا کرتے ہو۔ تو زمین پر اس خدا کی عبادت کو قائم کرو جو آسمان پر ہے۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ پھر تم آسمان پر خدا کے عبادت گزار بندوں میں لکھے جاؤ گے اور حضرت اقدس بانی سلسلہ کی نجات یافتہ جماعت میں داخل ہو گے"۔

(حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادِ رفتگان ـــ برکت اللہ منگلا

عزیزم محمد ظفر اللہ

ہمارا پیارا بیٹا عزیزم محمد ظفر اللہ مورخہ ۱۳، مارچ ۱۹۹۱ء کو لاہور سے سرگودہا ایف۔ ایس سی کا امتحان دینے کے بعد ویگن میں آتے ہوئے۔ بمقام فاروق آباد ویگن کے ایک بس کے ساتھ حادثہ میں ۱۹، سال کی عمر میں اللہ کو پیارا ہو گیا۔ جس میں تین دیگر سواریاں بھی فوت ہوئیں جن میں سے تین کو شیخوپورہ کے خونی قبرستان میں لاپتہ قرار دے کر جنازہ کے بعد دفن کرا دیا گیا۔ جس کا علم ہمیں ۱۹، مارچ کو ہوا۔ اور میں عزیزم کی نعش کو ڈپٹی کمشنر صاحب شیخوپورہ کی اجازت سے احباب جماعت احمدیہ شیخوپورہ شہر کی امداد سے نکلوا کر چک منگلا لایا۔ اور مورخہ ۲۰، مارچ کی نماز فجر کے بعد چک منگلا کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

عزیزم محمد ظفر اللہ کی پیدائش سے قبل برادرم حضرت مولوی عزیز الرحمٰن منگلا جو کہ اس وقت سیالکوٹ شہر میں بطور مربی ضلع تعینات تھے نے خواب میں دیکھا کہ خاکسار (برکت اللہ) کے گھر حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان (اللہ تعالیٰ اُن پر راضی ہو) سفید کپڑوں میں ملبوس آئے بیٹھے ہیں اور جب مولوی صاحب کو بیٹا ہونے کی خبر ملی تو آپ نے عزیزم کا نام محمد ظفر اللہ رکھنے کے لئے تحریر فرمایا۔ جس پر عزیزم کا نام محمد ظفر اللہ رکھا گیا۔

عزیزم بچپن سے نیک فطرت۔ با ادب اور با اخلاق تھا۔ نہائت ذہین اور مطالعہ کا شوقین تھا۔ درثمین اور کلام محمود کی کافی نظمیں اور اشعار از بر تھے دیگر شعرا کے اچھے اچھے اشعار زبانی یاد کر رکھے تھے عزیزم نے پانچویں جماعت سرگودہا شہر میں پاس کر لی تو خاکسار اسے ایچی سن کالج لاہور میں وظیفہ کا امتحان دلوانے کے لئے اکتوبر ۱۹۸۲ء میں لے گیا۔ صوبہ پنجاب میں چار طلباء کو وظیفہ پر داخلہ دیا جاتا تھا۔ جن کو حکومت کے خرچہ پر ۱۹۸۳ء سے چھٹی کلاس سے ایف۔ ایس سی تک وظیفہ پر تعلیم دی جاتی تھی۔ عزیزم پنجاب کے اُن چار خوش نصیبوں میں سے ایک تھا جنہوں نے حکومت کے خرچہ پر چھٹی جماعت سے ۱۹۹۰ء میں ایف ایس سی پاس کرنے تک کالج مذکورہ میں تعلیم حاصل کی۔ عزیزم امسال دوبارہ زیادہ نمبر حاصل کرنے کے لئے لاہور میں ایف ایس سی کا امتحان دے کر آ رہا تھا کہ حادثہ کا شکار ہو گیا۔

غالباً اگست ۱۹۸۳ء میں خاکسار اپنے گھر کے افراد کے ساتھ ملاقات کے لئے حضرت امام جماعت (الرابع) کی خدمت میں حاضر ہوا اور عزیزم کا ایچی سن کالج میں وظیفہ پر داخلہ کے بارے میں بتایا تو حضور نے نہایت ہی شفقت سے عزیزم کو پیار کرتے ہوئے عزیزم کا بوسہ لیا۔

عزیزم اپنے کالج کے رسالہ ۹۰ء "ایچی سونین" AITCHISONION کا نائب مدیر اول رہا۔ اپنے کالج کی طرف سے مباحثوں میں دیگر اداروں میں حصہ لیتا رہا۔ وہ ایک اچھا کھلاڑی اور جمناسٹک بھی تھا۔ علاوہ ازیں جماعت احمدیہ کی ذیلی تنظیموں کی مرکزی اور مقامی تربیتی کلاسوں میں بھی باقاعدہ حصہ لیتا۔ عزیزم نے متعدد انعامی۔ غیر انعامی اور جماعتی تنظیموں خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ کی حاصل کردہ سندات اپنے پیچھے ہمارے لئے بطور یادگار چھوڑی ہیں۔

آخر میں قارئین کرام سے التماس ہے کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ عزیزم کو اپنے فضل سے اپنی رضا کی جنت دے اور ہمیں صبر جمیل عطا کرے اور ہمارے لئے اس کے دیگر دو بھائیوں محمود احمد خالد اور محمد فخر اللہ کو اس کا نعم البدل بنا دے۔ اور ان کو صحت والی لمبی عمر دے۔

عزیزم کی وفات پر متعدد افراد جماعت اور اس کے غیر از جماعت پاکستان بھر کے دور و نزدیک سے خود تشریف لائے اور بعض نے بذریعہ تاریں اور خطوط تعزیت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو نیک جزا دے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث (اللہ تعالیٰ کی رحمتیں آپ پر نازل ہوں) احباب جماعت کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔

"میں آپ کو ایک دفعہ پھر آگاہ کرتا ہوں کہ اپنے اصل مقصد کی طرف متوجہ ہوں۔ اور اپنی انتہائی کوشش کریں کہ جماعت کا ایک فرد بھی ایسا نہ رہے۔ جسے قرآن کریم ناظرہ پڑھنا نہ آتا ہو"

آپ کا خط ملا

مکرم عبدالمنان ناصر صاحب زرگر لاہور سے لکھتے ہیں:

بہت پہلے ایک دفعہ "الفضل" میں مولانا ابو العطاء صاحب کا مضمون پڑھا تھا۔ جو کہ مشرقِ وسطیٰ کے بارے میں تھا۔ اس مضمون میں انہوں نے مشرقِ وسطیٰ کو اسطرح لکھنا غلط کہا تھا۔ انہوں نے اس طرح لکھا تھا اور کہا تھا کہ اس طرح لکھنا ٹھیک ہے یعنی "مشرقِ وسطےٰ" آپ کے اخبار میں آج بھی مضمون پڑھا ہے جس میں آپ نے مشرقِ وسطیٰ لکھا ہے۔ براہِ مہربانی اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔ امید ہے راہ نمائی فرمائیں گے۔ آپ کے جملہ مضامین بہت اچھے۔ آج کی نظم بہت پسند آئی اللہ تعالیٰ آپ کو خدمتِ دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق دے۔ آپ کی صحت اور کام میں برکتیں عطا فرمائے۔

مکرم احمد خان صاحب رحمٰن پورہ لاہور سے لکھتے ہیں:

امید ہے کہ آپ بفضلِ خداوند کریم بخیریت ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہر آن اپنی حفظ و امان میں رکھے اور صحت تندرستی والی لمبی زندگی عطا فرمائے۔ میں آپ کو پہلی مرتبہ خط لکھ رہا ہوں اور وہ بھی اس رنگ میں کہ درحقیقت آپ کو ایک زحمت دے رہا ہوں۔ مگر ساتھ ہی پُرامید ہوں کہ آپ بُرا نہیں منائیں گے۔ بلکہ ضرور میری مدد فرمائیں گے۔

بات دراصل یہ ہے کہ میں خان میر خان صاحب (پہرے دار حضرت فضل عمر) کے سوانح پر ایک تحقیقی مقالہ لکھنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ مگر میں اسوقت چھوٹا تھا۔ جب وہ اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے۔ مگر اس وقت جو لوگ موجود تھے اور جو ان کے ہم عصر ہیں اور جنہوں نے ان کے ساتھ ایک وقت گذارا ہے۔ اب میری تحقیق کا زیادہ تر مرکز ایسی ہی ہستیاں ہیں اور آپ کا شمار بھی انہی میں ہوتا ہے۔ آپ یقیناً اُن کے بارے میں کچھ نہ کچھ ضرور جانتے ہوں گے آپ سے گذارش ہے کہ آپ کو اگر کوئی بھی واقعہ یاد ہو یا کوئی بھی ایسی بات جو خانصاحب سے متعلق ہو یا آپ نے جیسا خان صاحب کو پایا۔ برائے مہربانی وہ لکھ کر مجھے بھیج دیں۔ مجھے آپ کے قیمتی وقت کا بہت احساس ہے اس لئے آپ اگر تھوڑا تھوڑا کر کے بھی لکھتے رہے تو کیا حرج ہے۔ میں بہت انتظار کر سکتا ہوں۔ لیکن برائے مہربانی مجھے مایوس نہ کیجئے گا۔ اور کچھ نہ کچھ ضرور لکھیئے گا۔ اللہ تعالیٰ ہر آن آپ کے ساتھ ہو اور آپ کو اپنے فضلوں اور برکتوں سے ہمہ وقت نوازتا رہے۔

مکرم سید شمشاد احمد صاحب ناصر امریکہ سے لکھتے ہیں:

خاکسار آپ کی خدمت میں اور سب پسماندگان کی خدمت میں تعزیت کرتا ہے۔ یہ سطور لکھ رہا تھا تو آپ کے والد صاحب حضرت ماسٹر عطا محمد صاحب کا بھی ساتھ ہی خیال آگیا۔ وہ بھی بہت نیک اور ہنس مکھ انسان تھے۔ ان کا گھر سے روزانہ پیدل چل کر جامعہ آنا اب تک آنکھوں کے سامنے ہے اور سب سے بڑی بات جو اب تک یاد ہے وہ یہ کہ جب حضرت اُستاذی المکرم میر داؤد احمد صاحب فوت ہوئے تو جامعہ کے ہال میں اساتذہ اور طلباء کا ایک تعزیتی اجلاس ہوا تھا۔ اس میں حضرت ماسٹر عطا محمد صاحب نے اپنی ایک نظم بلکہ مرثیہ کہنا چاہیئے محترم میر صاحب کی یاد میں پڑھا تھا۔ غالباً اسکا عنوان جامعہ کی بلبل تھا۔ خود بھی روئے اور حاضرین کو بھی رُلایا۔ بہرکیف ایک بات جو یاد آئی اس موقعہ پر اس کا ذکر کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب وفات یافتہ احباب کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔ اور اُن کے جو شاگرد دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں کو احسن رنگ میں خدمتِ دین کی توفیق دے۔

ایک اور واقعہ بھی یاد آگیا حضرت ماسٹر صاحب مجھے ایک دفعہ فرمانے لگے۔ تمہارا نام شمشاد ہے۔ میں نے عرض کی "جی" فرمانے لگے کیا شمشاد کا درخت دیکھا بھی ہے۔ میں نے عرض کی کہ نہیں تو جامعہ میں ایک چھوٹے سے قد کا درخت تھا۔ اسطرف اشارہ سے کہنے لگے کہ یہ شمشاد کا درخت ہے۔ اس وقت شمشاد کو پتہ چلا کہ شمشاد کیا ہے۔ کس قسم کا درخت ہوتا ہے

تحریک جدید کے وسعت پذیر اخراجات اور ذمہ داریاں متقاضی ہیں کہ ہر جماعت اپنے سابقہ وعدوں پر اضافہ پیش کرے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واقفین نَو

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام واقفین نَو کو صحت و تندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور وہ بڑے ہو کر خود اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

مبابل احمد ابن منصور احمد صاحب رضوان اللہ ابن سطیع اللہ صاحب صائمہ عزیزہ بنت عبدالعزیز صاحب سحرش منیر بنت حافظ منیر احمد صاحب مصور احمد ابن مظفر احمد صاحب مقبول احمد ابن محمود احمد صاحب
لطیف آباد۔ حیدر آباد۔ سندھ موسے والا ضلع سیالکوٹ موسے والا ضلع سیالکوٹ موسے والا ضلع سیالکوٹ موسے والا ضلع سیالکوٹ موسے والا ضلع سیالکوٹ

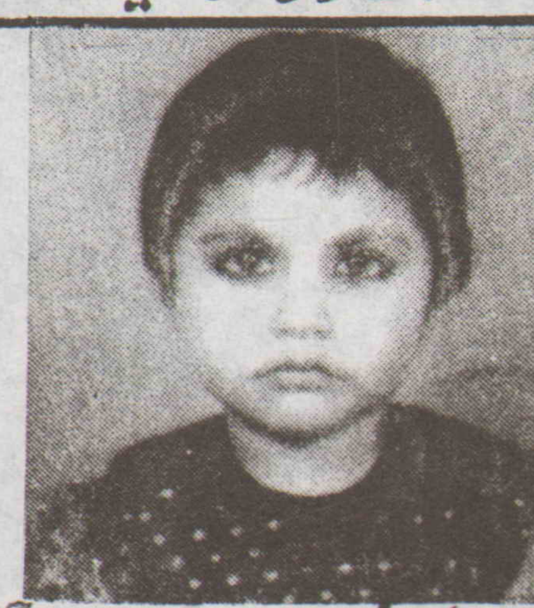

طاہر احمد قریشی ابن غلام احمد قریشی خدیجہ شفیق بنت مستری شفیق احمد فضل عمر محمود احمد کاشف ابن ضمیر احمد مظہر احمد ابن محمد مبین صاحب فرخ عزیز ابن چوہدری عزیز احمد صاحب سائرہ شریف بنت شریف احمد صاحب
صاحب۔ سمبڑیال ضلع سیالکوٹ صاحب۔ دار النصر شرقی ربوہ ندیم صاحب۔ دار البرکات ربوہ سمبڑیال کوٹ رہالداس ضلع شیخوپورہ دار الیمن شرقی۔ ربوہ

مظہر احمد ابن محمد اکرم صاحب ذیشان مبشر ابن مبشر احمد صاحب مبین احمد طاہر ابن منیر احمد صاحب بدر احمد ابن ڈاکٹر رشید محمد راشد محمد فاتح ابن انجنیئر محمد احمد صاحب نعیم احمد ابن مستری محمد اکرم صاحب
چک پٹھان ضلع گوجرانوالہ پنڈی بھاگو ضلع سیالکوٹ دار الصدر۔ ربوہ صاحب۔ فضل عمر ہسپتال۔ ربوہ لاہور کینٹ شاہدرہ ٹاؤن۔ لاہور

سلطان احمد سعدی ابن چوہدری رفعت قیوم بنت چوہدری ناصر احمد اسد مجیب ابن انور حسین صاحب سہراب احمد سلطان ابن سلطان احمد عطاء النور ابن مستری عبدالغفور اسد احمد ابن منور احمد صاحب
ناصر احمد صاحب۔ سرگودھا صاحب۔ چک ۳۸ جنوبی ضلع سرگودھا دار الرحمت غربی۔ ربوہ کھوکھر صاحب۔ سندھ صاحب۔ دار الیمن ربوہ دار الیمن وسطی۔ ربوہ

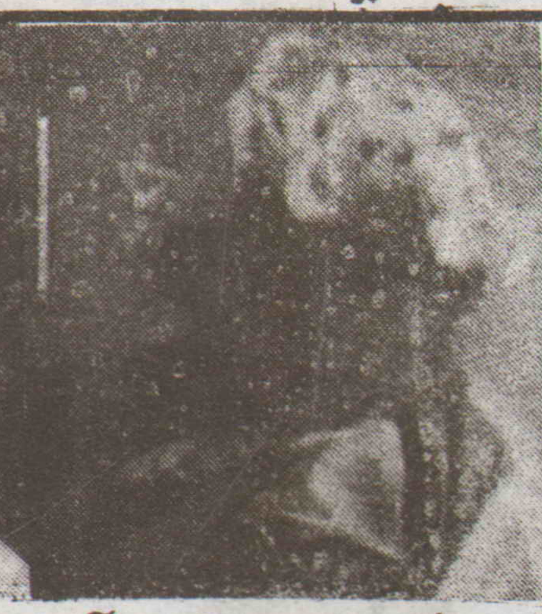

لقمان حفیظ ابن خواجہ حفیظ احمد محمد داؤد ابن محمد صدیق مجاہد صاحب منیب احمد توقیر ابن نذیر احمد صاحب عامر لطیف ابن عبدالوحید رشید وسیم احمد ابن محمد سلیم صاحب سید مسعود محمود ابن سید مبشر احمد
صاحب۔ جماعت احمدیہ گوجرانوالہ کنجاہ تحصیل و ضلع گجرات دار الصدر۔ ربوہ صاحب۔ شاہکوٹ ضلع شیخوپورہ دار العلوم شرقی۔ ربوہ صاحب۔ ربوہ

قرۃ العین مریم بنت تنویر احمد بٹ فخر احمد ابن محمد اسلم شاد صاحب حمید اللہ ظفر ابن چوہدری ظفر اللہ عبدالحئی ابن حمید اللہ خان صاحب دُرِّ عجم بنت محمد اعظم لسکانی صاحب امۃ الوحید دختر محمد رشید احمدی
صاحب۔ نگہبان پورہ فیصل آباد مدینہ کالونی۔ سکھر رشید صاحب۔ دار الفضل ربوہ دار الیمن غربی۔ ربوہ محلہ نصیر آباد۔ کراچی صاحب۔ خانیوال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وقفِ زندگی

حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) فرماتے ہیں:۔

"آج وقف کی روح پھر پوری شدت کے ساتھ ہماری جماعت کے اندر زندہ ہونی چاہیئے کیونکہ دنیا پیاسی ہے اور اس کی پیاس سوائے احمدیت کے کوئی اور نہیں بجھا سکتا جب تک ہمارے پاس کافی تعداد میں واقفین موجود نہ ہوں اس وقت تک ہم یہ کام نہیں کر سکتے۔

اس لئے میں پھر پوچھتا ہوں کہ کہاں ہیں حضرت ہاجرہ علیہا السّلام کی بہنیں جو اپنے بچوں کو خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کریں اور کہاں ہیں حضرت اسماعیلؑ کے وہ بھائی جو دنیا چھوڑ کر اور دنیا کی لذت آرام اور عیش سے منہ موڑ کر خدا تعالیٰ کی طرف اس اور اس کی خاطر بیابانوں میں اپنی زندگیاں گذارنے کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں" (الفضل ۴ رمئی ۱۹۶۶ء)

احباب جماعت جو اپنے بچوں کو خدمتِ دین کے لئے وقف کر کے جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے خواہشمند ہیں وہ اپنی درخواستیں مقامی جماعت کے امیر یا صدر صاحب کی معرفت وکالتِ دیوان تحریکِ جدید ربوہ کو ارسال فرمائیں۔

وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ

بقیہ: صا سے آگے

اور تتر بتر ہو گئے۔ ہسپانیہ میں اللہ کی مخالفت ہوئی۔ ان پر عذاب الٰہی نازل ہوا۔ مسلمانوں کو وہاں سے نکال دیا گیا۔ صرف عمدہ عمدہ کتابیں لے جانے کی اجازت دی گئی۔ مگر ان کتابوں کے تینوں جہاز جو انہوں نے بھرے تھے بمع آدمیوں کے غرق کر دیئے گئے۔ بغداد میں احکامِ الٰہی کا مقابلہ کیا گیا۔ تو ان کا نام و نشان اٹھا دیا۔ (ان کے رب کے ہاں ان کے لئے سلامتی کا گھر ہے) کے تفاؤل پر اس کا نام دارالسلام رکھا گیا تھا"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹ ۔ دسمبر ۱۹۱۳ء)

بشاشتِ قلب کے ساتھ اموال خدا کی راہ میں خرچ کریں۔

ناظر مال

نمایاں کامیابی:۔

عزیزہ فائقہ شمس بنت مکرم محمود احمد صاحب شمس نے امسال راولپنڈی بورڈ کے میٹرک کے امتحان میں ۸۵/ ۷۱۸ نمبر لے کر رہنما گرلز ہائی سکول ایچ ایم سی ٹیکسلا میں اوّل پوزیشن حاصل کی ہے۔ احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ یہ کامیابی عزیزہ کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت کرے اور مزید کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔

مکان کرایہ کیلئے خالی ہے

ایک مکان کرایہ کیلئے خالی ہے۔ خواہشمند حضرات مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ کریں۔

سردار کرامت اللہ ۲۱/۳۴
دارالرحمت شرقی ریلوے روڈ۔ ربوہ

ربوہ اور ربوہ کے گرد و نواح میں ہر قسم کی جائیداد کی خرید و فروخت ہمارے ذریعہ کیجیئے اور خدمت کا موقع دیجیے۔

شریف احمد بھٹی پراپرٹی سنٹر

ریلوے روڈ رحمت بازار۔ ربوہ
فون گھر: ۴۳۱ آفس: ۵۲۱

بے اولاد

مردوں کیلئے کورس 200/-
SPERMATOZOA COURSE
عورتوں کیلئے کورس 75/-
STERILITY COURSE
ATHRA COURSE 90/ اٹھراء کورس
تفصیلی لٹریچر مفت

کیور یٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ ربوہ
فون: ۶۰۶ ، ۶۰۷ ، ۶۷۱

ملکی خبریں

○ قومی اسمبلی میں شریعت بل منظور کر لیا گیا ہے۔ وفاقی وزیر مملکت برائے قانون نے بتایا کہ اس بل میں شریعت کو سپریم لاء قرار دیا گیا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ کوئی قانون از خود بن جائے گا۔ بلکہ قانون سازی کے لئے بہر حال پارلیمنٹ سے ہی رجوع کرنا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ صدر وزیر اعظم اور پارلیمنٹ کے مناصب کو اس بل کے تحت کسی عدالت میں چیلنج نہیں کیا جائے گا۔ مسلم فیملی لاز کو بھی اس میں تحفظ دیا گیا ہے۔ اور ان قوانین کو شریعت کورٹ کے دائرہ کار سے باہر کر دیا گیا ہے۔

○ وزیر اعظم نے شریعت بل کی منظوری کے بعد پارلیمنٹ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ شریعت بل سے راتوں رات انقلاب نہیں آ جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ میں "سٹیٹس کو" کا آدمی نہیں ہوں میں تبدیلیاں چاہتا ہوں۔ سب سے پہلے امن و امان کی بحالی چاہیئے۔ سندھ میں امن نہیں ہے۔ اس کے بعد آزادانہ انصاف فراہم ہونا چاہیئے۔

○ مقبوضہ کشمیر میں پاک فوج نے جوابی حملہ کر کے ۹۰ بھارتی فوجیوں کو ہلاک کر دیا۔ ایک بھارتی چھاؤنی مکمل طور پر تباہ کر دی گئی۔ کرنا سیکٹر پر جوابی حملے میں درجنوں پاکستانی فوجی زخمی ہو گئے۔

○ پشاور میں پی ڈی اے کے زیر اہتمام تمام سیاسی پارٹیوں کے مشترکہ احتجاجی جلسے سے خطاب کرتے ہوئے پیپلز پارٹی صوبہ سرحد کے صدر مسٹر آفتاب احمد شیرپاؤ اور دیگر مقررین نے اعلان کیا کہ گدون امازئی میں تمام کارخانے مراعات کی واپس بحالی تک بند رہیں گے مقررین نے کہا کہ ہم صوبہ سرحد کو کارخانوں کا قبرستان نہیں بننے دیں گے۔

○ سندھ میں ڈاکوؤں نے محراب پور پر راکٹوں سے حملہ کیا۔ فضا میں گولیوں کی بوچھاڑ کے درمیان چیئرمین بلدیہ محراب پور کے دو جوان سال بچوں کو اغوا کر لیا گیا۔ زخمی چیئرمین کو چھوڑ گئے۔

○ وفاقی وزیر میر ہزار خاں بجارانی نے کہا ہے کہ ۵ سال کے اندر اندر غربت اور جہالت کا خاتمہ کر دیا جائے گا۔

○ اسلامی جمہوری اتحاد پنجاب کے پارلیمانی پارٹی کے اجلاس میں بیورو کریسی پر شدید تنقید کی گئی ہے۔ ایک رکن نے الزام لگایا کہ میرے علاقے کے ڈی آئی جی ہر تھانے سے ۲۰ ہزار روپے ماہانہ رشوت لیتے ہیں۔

غیر ملکی خبریں

○ بنگلہ دیش کے کئی علاقوں میں مسلسل موسلا دھار بارشوں کا سلسلہ جاری ہے۔ تازہ بارشوں کے نتیجے میں دس لاکھ افراد بے گھر ہو گئے ہیں۔ مزید ۹۰۰ افراد کی ہلاکت کی خبر موصول ہوئی ہے۔

○ روس میں ہڑتالوں پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ توانائی، کیمیکلز اور دھاتوں کی صنعتوں میں ہڑتال کرنے یا کروانے والوں کے خلاف تعزیری کارروائی کی جائے گی۔ صدر گورباچوف نے ایک صدارتی حکم کے ذریعے یہ فرمان نافذ کیا ہے۔

○ مقبوضہ کشمیر میں تحریک حریت کے دوران مزید ۱۸ افراد ہلاک ہو گئے ہیں۔ بھارتی فوج نے ایک امام مسجد کو شہید کر دیا حریت پسندوں نے ضلع بارہمولا کی تحصیل اُڑی کی دو اہم شاہراہوں کی مکمل ناکہ بندی کر رکھی ہے جس سے ان راستوں پر ہر قسم کی ٹریفک معطل ہو گئی ہے۔

○ بھارت میں پہلے مرحلے کی انتخابی مہم کے تحت پیر کے دن نو ریاستوں اور مرکزی انتظام والے چار علاقوں میں لوک سبھا کی ۲۶۶ نشستوں کے لئے پولنگ ہو گی پہلے مرحلے میں راجیو گاندھی وی پی سنگھ، ایڈوانی، باجپائی اور کئی اہم لیڈروں کی قسمت کا فیصلہ ہو جائے گا۔

○ بھارتی پنجاب میں سکھوں نے ۲۲ افراد کو مختلف مقامات پر ہلاک کر ڈالا۔ ان میں ایک کمیونسٹ رہنما اور ایک انتخابی امیدوار بھی شامل ہے۔

○ اسرائیلی وزیر اعظم نے کہا ہے کہ جیمز بیکر اور میرے درمیان خفیہ مفاہمت ہو گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ امریکی وزیرِ خارجہ کا امن مشن ناکام نہیں ہوا وہ اپنی کوششیں جاری رکھیں گے۔

○ امریکہ نے لیبیا کے صدر قذافی کے مخالف ۳۵۰ جنگی قیدیوں کو پناہ گزینوں کی حیثیت دے دی ہے۔ امریکہ نے ان قیدیوں کو لیبیا کی حکومت غیر مستحکم کرنے کے لئے تربیت دی تھی۔